دُعا بعد نماز جنازہ کا حکم

از قلم

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

ناشر
جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)
نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۔	پیشِ لفظ	3
۲۔	دُعا بغد نماز جنازہ	5
۳۔	احادیث شریفہ سے ثبوت	6
۴۔	رسول اللہ ﷺ کا تدفین کے بعد دُعا فرمانا	12
۵۔	نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کرنا	13
۶۔	قرآن کا حکم	14
۷۔	فرمانِ رسول ﷺ	15
۸۔	کیا فرمانِ رسول ﷺ پر عمل بدعت ہے؟	16
۹۔	نماز میں مانگی جانے والی دُعا میت کے لئے خاص نہیں	18
۱۰۔	حدیث شریف میں حکمِ دُعا بعد اِتمامِ نماز ہے	20
۱۱۔	حضرت عبداللہ بن اَبی اَوفیٰ کی روایت	21
۱۲۔	صحابہ کرام کا عمل	22
۱۳۔	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل	23
۱۴۔	حضرت ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہم کا عمل	24
۱۵۔	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل	24
۱۶۔	حکم فعلِ قبیح کا حکم نہیں دیتا	25
۱۷۔	خام خیالی کا ازالہ	26
۱۸۔	قرآن کریم کے مطلق حکم پر زیادتی جائز نہیں	27
۱۹۔	احناف کا مذہب	27
۲۰۔	مخدوم عبدالواحد سیوستانی متوفی ۱۲۲۴ھ کا فتویٰ	31
۲۱۔	جواز کی تصریح	33
۲۲۔	مختار و مفتیٰ بہ قول	33

پیشِ لفظ

قرآن کریم میں بتایا گیا کہ دعا مانگنے والوں کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں، اور حکم دیا گیا کہ اپنے پروردگار سے دعا مانگو وہ تمہاری دعائیں قبول فرمائے گا، اور فرمایا کہ جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا میں محنت کرو اور اہل ایمان کی صفات میں سے ایک صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ اپنے سابقین کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں، اور پھر حدیث شریف میں دعا کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور قرآن کریم میں دُعا کے حکم سے متصل یہ بتایا گیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت (یعنی دُعا) سے تکبر کرتے ہیں، انہیں عنقریب ذلیل و رُسوا کر کے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا، اور حدیث شریف میں فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا ثابت ہے اور اسی طرح نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کے بارے میں حکمِ رسول ﷺ ہے کہ ''جب تم نمازِ جنازہ پڑھ چکو تو خالص میت کے واسطے دُعا مانگو''۔ اور نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا فعلِ رسول ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل سے ثابت ہے اور فقہاءِ احناف کے اقوال اور ان اقوال پر فتویٰ دیا جانا سب کے سب جواز و ثبوت کی بیّن دلیل ہیں۔

تعجب ہے اُن لوگوں پر جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآنی ارشادات کو فراموش کئے ہوئے ہیں اور جو حدیثِ نبوی ﷺ پر عمل کرنے کے دعویدار ہیں اور اپنا نام ہی انہوں نے اہلحدیث رکھ لیا، اگرچہ وہ صرف غیر مقلّد ہیں اور متعدد احادیثِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء کے منکر ہیں اور جو اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں اور فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ اقوال کے خلاف کرتے، بولتے اور لکھتے ہیں، خود بھی اپنی میتوں کے بدخواہ کہ ان کے واسطے بخشش کی دعا مانگنے سے گریزاں رہتے ہیں اور دوسروں کو کہتے ہیں کہ وہ بھی میت کے لئے مغفرت کی دُعا نہ کریں اور بعد نمازِ جنازہ دُعا مانگنے والوں پر بدعتی ہونے اور اُن کے عمل کو خلافِ سنّت، خلافِ اسلام بتاتے ہیں، اور یہ رسالہ جو کہ درحقیقت ہمارے دارالافتاء سے جاری ہونے والا ایسے ہی ایک معاند کے

استفتاء کے جواب میں تحریر کردہ ایک فتویٰ ہے، اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد دُعا نہ قرآن وسنّت کے خلاف ہے اور نہ ہی فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ اور مختار اقوال کے خلاف ہے بلکہ اس کا جواز قرآن وسنّت اور فقہ حنفی کے ایسے اقوال سے ثابت ہے جن پر فتویٰ ہے اور جنہیں مختار قرار دیا گیا ہے، اس ماہ جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے شعبہ نشرواشاعت کی کمیٹی نے ایک کرم فرما (عبدالرحمٰن قادری) کی توجہ دلانے پر فیصلہ کیا کہ ہمارے قارئین کے فائدے کے لئے اس کی اشاعت کی جائے۔ اس لیئے اس فتویٰ کا پرنٹ نکال کر مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے اپنے چند سال قبل دیئے گئے فتویٰ پر مزید کام کیا اور آپ نے اس میں ذکر کردہ احادیث کی تخریج اور حواشی تحریر فرما دیئے، اس لئے اصل فتویٰ کو بطور متن اور تخریج کو ہر صفحہ پر ایک لائن کے ذریعے علیحدہ کر دیا گیا ہے اور اس کے تحت پھر بعد میں کی جانے والی تشریحات کو بھی بطور حواشی اکٹھا کیا گیا ہے تاکہ اصل فتویٰ اور بعد میں ہونے والے کام میں امتیاز رہے اور پھر پورے رسالہ میں جن جن کُتُب سے استفادہ کیا گیا ان کے نام بمع مطبع وسنِ طباعت مآخذ ومراجع کے عنوان کے تحت نقل کر دیئے گئے اور ساتھ ہی عنوانات کو ایک فہرست کی صورت میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

لہٰذا اب اسے جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) اپنے سلسلۂ اشاعت کے 159 نمبر پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے اور مصنّف اور معاونین کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقط

محمد مختار اشرفی

خادم جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

مدرّس شعبہ درس نظامی جمعیت اشاعت اہلسنّت

دُعا بعد نمازِ جنازہ کا حکم

الاستفتاء: نمازِ جنازہ سے سلام پھیر کر دُعا کیلئے ہاتھ اٹھانا بدعت بھی اور غیر منطقی امر بھی ہے کیونکہ نمازِ جنازہ تو خود ہی ایک دُعا ہے نماز نہیں ہے۔ نماز اس کو محض اس لئے کہا جاتا ہے کہ تکبیرات و قیام و سلام میں نماز مشابہ ہے جیسا کہ نماز میں اس سب کچھ کے ساتھ رکوع ہے، قومہ ہے، سجدہ ہے، تشہد ہے، جو نمازِ جنازہ میں موجود نہیں ہیں، لہٰذا حقیقت میں یہ نماز نہیں۔ یہ دراصل تو دعائے جنازہ ہی ہے مگر اس کے کچھ حصہ کو نماز کا ہم شکل ہونے کی وجہ سے نماز ہی کہہ دیا گیا۔ اور پھر جب نمازِ جنازہ بجائے خود بھی ایک دُعا ہے تو دُعا کے بعد ایک اور بے محل دُعا میں کیا تُک ہے۔ مزید یہ کہ اس دُعا کا حضور ﷺ سے چل کر تینوں بہترین زمانوں (صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں کہیں وجود نہیں پایا جاتا، یہ اہلِ بدعت کی اختراع ہے اور انہی کو اس پر اصرار بھی ہے۔ اس دُعا کو صرف ''اہلِ حدیث'' ہی بدعت نہیں کہتے بلکہ خود احناف کے بڑے بھی اس کو سنّت نہیں سمجھتے اور اپنے متّبعین کو اس سے منع کرتے ہیں مگر اس کا کیا کیا جائے کہ احناف کا وہ غیر علمی گروہ جس کا کام صرف ''اہلِ حدیث'' کے خلاف لڑائی جاری رکھنا ہی ہے وہ ''اہلِ حدیث'' کی ضد میں اپنے بڑوں کی بات بھی ماننے کو تیار نہیں ہم اپنے بھائیوں سے عرض کریں گے کہ وہ اس باب میں اپنے بزرگوں سے دریافت کریں۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس دُعا کو بدعت قرار دینے میں آپ کے بڑے بھی اہل حدیث کے ساتھ ہیں۔

مرقاۃ کے حضرت ملا علی قاری مشہور حنفی بزرگ ہیں وہ تحریر کرتے ہیں ''لا یدعو للمیت بعد الصلوٰۃ الجنازۃ لأنہ یشبہ الزیادۃ فی الصلوٰۃ

الجنازۃ'' کہ نمازِ جنازہ سے سلام پھیر کر میت کے لئے مزید دُعا نہ کی جائے کیونکہ اس سے رسول اللہ ﷺ کی ادا کردہ نماز میں اضافہ کرنے کا شبہ دخل پاتا ہے۔

بِاسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ و تقدس الجواب:

احادیث شریفہ سے ثبوت:

مسلمان کے انتقال کے بعد اس کے واسطے دُعا کرنا احادیثِ نبویہ ﷺ سے ثابت ہے اور ان میں وقت کی کوئی قید نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ أَنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ''إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَۃِ أَشْیَاءٍ مِنْ صَدْقَۃٍ جَارِیَۃٍ، أَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَہٗ'' [1]

---

[1] اس حدیث کو امام مسلم نے بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے ''صحیح مسلم'' کے کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاتہ (ص۶۳۸، برقم:۱۴۔۱۶۳۱) میں، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ ''سنن أبی داؤد'' کے کتاب الوصایا، باب ما جاء فی الصدقۃ (۳/۲۰۱۔۲۰۲، برقم: ۲۸۸۰) میں، امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے ''سنن النسائی'' کے کتاب الوصایا، باب فضل الصدقۃ (۶/۲۵۳، برقم: ۳۶۵۰) میں، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ نے ''سنن الترمذی'' کے کتاب الأحکام، باب فی الوقف (۲/۳۶۲، برقم:۱۳۷۶) میں روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ نے ''سنن ابن ماجہ'' کے المقدمہ، باب: ثواب معلّم النّاس الخیر (۱/۱۴۵، برقم: ۲۴۱) میں روایت کیا اور محقّق محمود محمد محمود نصّار نے لکھا کہ یہ حدیث ''صحیح'' ہے، امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ نے ''سنن الدارمی'' کے =

....

=المقدمه، باب البلاغ عن رسول الله ﷺ و تعليم السُّنن (١/٩٣، برقم:٥٥٩) **میں، امام ابویعلیٰ احمد بن علی بن المثنی موصلی متوفی ۳۰۷ھ نے**"مسند أبي يعلىٰ" کی مسند أبی هريره، شهر بن خوشب عن أبي هريرة (ص ١١٣٢، برقم: ٦٤٥٠/٦١٧) **میں، امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے**"الأدب المفرد" (برقم:٣٨) **میں، امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری متوفی ۳۱۱ھ نے**"صحيح ابن خزيمه" کے كتاب الزكاة، جماع أبوب الصدقات، باب ذكر الدليل على أن أجر الصدقة المحبسة (٤/١١٩٥، برقم:٢٤٩٤) **میں، امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی متوفی ۳۲۱ھ نے**"مشكل الآثار" کے كتاب الصلاة، باب: ١٦٨ (تحفة الأخيار بترتيب مشكل الآثار ٢/٤٧٠، برقم:١١٤٦) **میں، اور امام ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بُستی متوفی ۳۵۴ھ نے اپنی**"صحيح" **میں روایت کیا ہے جیسا کہ امام علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ نے**"الإحسان بترتيب صحيح إبن حبان" کے كتاب الجنائز، ذكر البيان بأن عموم هذه اللفظة انقطع عمله لم يرد بها كل الأعمال (٥/٩، برقم:٣٠٠٥) **میں نقل کیا ہے، اور ابن حبان نے**"كتاب الثقات" کے ذكر الحث على نشر العلم (١/ ٨-٩) **میں۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے**"كتاب الدعاء" کے الجزء السادس، باب ما يلحق الميت من الدعاء بعد موته (ص ٣٧٥- ٣٧٦-٣٧٧، برقم: ١٢٤٩- ١٢٥٠- ١٢٥١) **میں اور**"المعجم الأوسط" کے باب الحاء من اسمه الحسين (٢/٣٣٧، برقم:٣٤٧٢) **میں، اور**"المعجم الصغير" کے باب من اسمه الحسين (١/١٤١) **میں روایت کیا ہے، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۳۵۸ھ نے**"سنن الكبرىٰ" کے كتاب الوصايا، باب الدعا للميّت (٦/٤٥٥- ٤٥٦، برقم:١٢٦٣٥-١٢٦٣٦) **میں، اور**"الجامع لشعب الإيمان" کے الإختيار فی صدقة

....

التطوع (٥/١٢١، برقم:٣١٧٣) **میں اور** "المدخل" (٣٦١-٣٦٢-٣٦٣) **میں روایت کیا ہے اور اس روایت کے بارے میں** 'شعب الإيمان" **کے محقّق نے لکھا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔**

اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے"المسند" ٢/٣٧٢ (١٤/٤٣٨، برقم:٨٨٤٤) **میں روایت کیا ہے اور مسند امام احمد کے محقّق لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند** "صحيح" **ہے، اور علامہ ابوعمر یوسف بن عبداللہ ابن عبدالبر قرطبی متوفی ۴۶۳ھ نے**"جامع بيان العلم و فضله" باب (٣) قوله ﷺ : يقطع عمل المرء بعد موته إلا من ثلاث (١/٣٥-٣٦، برقم:٣٦-٣٧-٣٨) **میں اور حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نے**"موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان" **کے کتاب** (٢) العلم، باب (٦) فيمن علّم علماً (ص٤٩-٥٠، برقم:٨٤-٨٥) **میں روایت کیا ہے۔ اور البانی نے**"صحيح موارد الظمآن" (١/١٢٢، برقم: ٧١/٨٤) **میں لکھا کہ یہ روایت**"صحيح لغيره" **ہے۔**

اور اس حدیث کو امام محی السنّہ رُکن الدین ابو محمد الحسین بن مسعود ابن محمد الفرّاء بغوی متوفی ۵۱۶ھ نے"مصابيح السنة" کے كتاب (٢) العلم (١/١٦٧، برقم:١٥٢) **میں، اور امام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۱ھ نے**"مشكاة المصابيح" کے كتاب العلم، الفصل الأول (١/٦٠، برقم:٢٠٣-٦) **میں، علامہ علاؤ الدین علی المتقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے**"كنز العمال" کے كتاب الخامس فی المواعظ و الرقائق و الخطب و الحكم، الفصل فی الباقيات الصالحات (١٥/٤٠٠، برقم:٤٣٦٤٨) **میں اور حافظ شرف الدین عبدالمؤمن بن خلف الدمیاطی متوفی ۷۰۵ھ نے** "المتجر الرابح فی ثواب عمل الصالح" کے ثواب تعليم العلم الخ (ص٢٦، برقم:٣٧) =

....

= اور اس حدیث کے شاہد:

(۱) عن أبی هريرة رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول الله ﷺ: " إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَ حَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ: عِلْمًا عَلَّمَهُ، وَ نَشَرَهُ، أَوْ وَلَدًا صَالِحاً تَرَكَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهَرًا كَرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِيْ صِحَتِهِ وَ حَيَاتِهِ، تَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ"

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ان اعمال اور حسنات میں سے جو مومن کو اس کی وفات کے بعد ملتے ہیں، علم ہے جو اُس نے پڑھایا اور اُسے پھیلایا، یا نیک صالح اولاد جسے وہ چھوڑ کر مرا، یا مسجد جسے اس نے بنایا، یا مکان جو اس نے مسافروں کے لئے بنایا، یا نہر جسے اس نے کھدوایا، یا صدقہ جو اس نے اپنے مال سے اپنی صحت اور زندگی میں دیا تو (ان سب کا ثواب) مرنے کے بعد اُسے ملے گا۔

اس حدیث کو امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے "الجامع لشعب الإيمان" اور شعب الإيمان فی الزكاة، الإختيار فی صدقة التطوع (۵/۱۲۲، برقم:۳۱۷۶) میں روایت کیا ہے اور علامہ علاؤ الدین علی المتّقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے "کنز العمال" کے کتاب الخامس فی الموعظ و الرقائق و الخطب و الحكم، الفصل فی الباقيات الصالحات (۱۵/۴۰۰، برقم: ۴۳۶۵۰) میں اور امام ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ تبریزی نے "مشكاة المصابيح" کے كتاب العلم، الفصل الثالث (ص۸۴۔۸۵، برقم:۲۵۴۔۵۷، طبع المكتب الإسلامی) میں نقل کیا ہے۔

(۲) عن أنس قال قال رسول الله ﷺ: "سَبْعٌ يَجْرِیْ لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ، وَ هُوَ فِیْ قَبْرِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ: مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا، أَوْ كَرِیْ نَهَرًا، أَوْ حَفَرَ بِئْراً، أَوْ غَرَسَ نَخْلاً، أَوْ بَنٰی مَسْجِداً، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا، أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ" =

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب انسان مرجاتا

= یعنی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سات ہیں کہ جن کا اجر بندے کے لئے جاری ہوتا ہے جب کہ وہ قبر میں ہوتا ہے: (۱) جس نے علم پڑھایا، (۲) نہر کھدوائی، (۳) یا کنواں کھدوایا، (۴) یا کھجور کا درخت لگایا، (۵) یا مسجد بنوائی، (۶) یا ترکہ میں مصحف (یعنی قرآن کریم) چھوڑا، (۷) یا ایسی اولاد چھوڑی جو مرنے کے بعد اس کے لئے بخشش کی دعا مانگتی ہے۔

اس حدیث کو امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے "الجامع لشعب الإيمان" کے باب الثانی و العشرون فی الزكاة، الإختيار فی صدقة التطوع (۵/۱۲۳، برقم:۳۱۷۵) میں روایت کیا ہے اور حافظ نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان ہیثمی مصری متوفی ۸۰۷ھ نے اُسے "بزار" کے حوالے سے "مجمع الزوائد" کے كتاب العلم، باب فيمن سنّ خيراً أو غيره أو دعا إلى هُدىً (۱/۲۲۶، برقم:۷۶۹) میں نقل کیا ہے۔

(۳) عن أبی أمامة، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "أَرْبَعَةٌ تَجْرِیْ عَلَيْهِمْ أُجُوْرُهُمْ بَعْدَ الْمَوْتِ: رَجُلٌ مَاتَ مُرَابِطًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ رَجُلٌ عَلَّمَ عِلْمًا فَأَجْرُهُ يَجْرِیْ عَلَيْهِ مَا عَمِلَ بِهِ، وَ رَجُلٌ أَجْرٰی صَدَقَةً فَأَجْرُهُ لَهُ مَا جَرَتْ، وَ رَجُلٌ تَرَكَ وَلَدًا صَالِحاً يَدْعُوْلَهُ"

یعنی، حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ چار (اشخاص) ہیں جن کے اجر موت کے بعد اُن پر جاری رہتے ہیں (یعنی مرنے کے بعد ثواب ملتا رہتا ہے)۔ (ایک) وہ شخص اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری میں فوت ہو جائے، اور (دوسرا) وہ شخص جس نے علم پڑھایا تو جو اس پر عمل کرے گا اس کا ثواب اس (پڑھانے والے) کو ملتا رہے گا، (تیسرا) وہ شخص جو صدقہ کرے تو اس کا اجر صدقہ کرنے والے کے لئے ہے جب تک وہ جاری رہے اور (چوتھا) وہ شخص جس نے ایسی اولاد چھوڑی جو اس کے =

ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔ صدقہ جاریہ، اور وہ علم جس سے لوگ فائدہ حاصل کریں اور نیک اولاد جو اس کے لئے دُعا کرے۔ ۲؎

اس حدیث میں دُعا کا ذکر ہے جو کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں ہے جب بھی دُعا کی جائے گی میت کو فائدہ پہنچے گا چاہے نمازِ جنازہ کے بعد ہو یا دفن کے بعد ہو۔

= لئے دُعا کرتی ہو۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے "المسند" (۵/۲۶۱ـ۲۶۹ و ۳/۵۸۵، ۶۵۶، برقم:۲۲۲۴۷ـ۲۲۳۱۸ـ ۲۲۳۱۹) میں اور امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے "المعجم الکبیر" (۸/۲۰۵ـ ۲۰۶، برقم:۷۸۳۱) میں روایت کیا ہے اور حافظ نورالدین علی بن ابی بکر سلیمان ہیثمی مصری متوفی ۸۰۷ھ نے "مجمع الزوائد" کے کتاب العلم، باب فیمن سنّ خیراً أو غیرہ أو دعا إلی ھُدیً (۱/۲۲۶، برقم:۷۶۸) میں اور علامہ علاؤالدین علی المتقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے "کنز العمال" کے کتاب الخامس فی المواعظ و الرقائق و الخطب و الحکم، الفصل فی الباقیات الصالحات (۱۵/۴۰۰، برقم:۴۳۶۴۹) میں نقل کیا ہے۔

۲؎ اور حدیث شریف میں اولاد کی دعا کا ذکر کرنے سے مقصود اولاد کو اپنے باپ کے لئے دعاء مغفرت پر آمادہ کرنا اور حرص دلانا ہے، یہاں تک کہا گیا کہ نیک اولاد کے نیک اعمال کا ثواب باپ کو ملتا ہے چاہے اولاد باپ کے لئے دعا مانگے یا نہ مانگے، جیسا کہ کوئی شخص لوگوں کے پھلدار درخت لگائے تو پھل کھانے والوں کا ثواب درخت لگانے والے کو ملتا ہے چاہے کھانے والے کے لئے دعا مانگیں یا نہ مانگیں، اسی طرح "حاشیۃ کتاب الثقات" (۱/۹) میں ہے اور اولاد کی دُعا کی قید سے مقصود یہ ہے کہ باپ کو دو جہتوں سے نفع حاصل ہو ایک اولاد کے نیک عمل سے دوسری اولاد کی دعا سے۔ اسی طرح "فضل اللہ الصمد فی توضیح الأدب المفرد" (۱/۱۰۷) میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا تدفین کے بعد دعا فرمانا:

قبر میں دفن کرنے کے بعد مرنے والے کے واسطے دُعا کرنا احادیث میں منصوص ہے چنانچہ امام ابوداؤد بن سلیمان اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں کَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ فَقَالَ: "اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِیْکُمْ وَ سَلُوْا لَہٗ بِالتَّثْبِیْتِ، فَإِنَّہُ الْآنَ یُسْأَلُ"۔ ۳؎

یعنی، حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو قبر پر کچھ دیر توقف فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے دُعائے مغفرت کرو اور ثابت قدمی کی دُعا کرو، اِس لئے کہ اب اُس سے سوال کیا جائے گا۔ ۴؎

۳؎ اس حدیث کو امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ نے "سنن أبی داؤد" کے کتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف (۳/۳۵۷، برقم:۳۲۲۱) میں اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے "سنن الکبریٰ" کے کتاب الجنائز، باب (۱۳۶) ما یقال بعد الدفن (۴/۹۲ـ ۹۳، برقم: ۷۰۶۴) روایت کیا ہے، اور اس حدیث کو امام مُحی السنّۃ رُکن الدین ابو محمد الحسین بن مسعود ابن محمد الفرّاء بغوی متوفی ۵۱۶ھ نے "مصابیح السنّۃ" کے کتاب الإیمان، باب إثبات عذاب القبر (۱/۱۴۹، برقم: ۹۹) میں، اور امام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۱ھ نے "مشکاۃ المصابیح" کے کتاب الإیمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الثانی (۱/۴۷، برقم:۱۳۳ـ۹) میں اور امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ نے "الأذکار" کے کتاب الأذکار المرض و الموت، باب ما یقول بعد الدفن (ص ۲۰۲، برقم:۴۹۲) میں نقل کیا ہے۔

۴؎ اور اس حدیث شریف میں تدفین سے فراغت کے بعد میت کے لئے دعائے استغفار اس=

اور امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازہ میں تشریف لے گئے میت کو قبر میں رکھنے کے بعد جب مٹی ڈال رہے تھے تو آپ نے یہ دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ أَجْرِھَا مِنَ الشَّیْطَانِ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰھُمَّ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ جَنْبَیْھَا، وَ صَعِّدْ رُوْحَھَا، وَ لَقِّھَا مِنْكَ رِضْوَاناً، قُلْتُ: یَا ابْنَ عُمَرَ أَ شَیٌٔ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَمْ قُلْتَهٗ بِرَأْیِكَ؟ قَالَ: إِنِّیْ إِذاً لَقَادِرٌ عَلَی الْقَوْلِ، بَلْ شَیٌٔ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ [5]

یعنی، اے اللہ! اسے شیطان اور عذاب قبر سے بچا، اے اللہ! اس کی دونوں اطراف سے زمین کو خشک فرما دے، اور اس کی روح کو بلندی عطا فرما، اور اس کی تجھ سے اس حال میں ملاقات ہو کہ تُو اس سے راضی ہو۔ راوی حضرت سعید بن المسیب کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر سے عرض کی کیا یہ چیز آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سُنی ہے یا اپنی رائے سے کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا بے شک میں جبھی اس پر قادر ہوں کہ میں ایسا کہوں بلکہ یہ وہ ایسی بات ہے جسے میں نے ایسا ہی رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے۔

نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کرنا:

اور نمازِ جنازہ کے بعد، دفن سے قبل دُعا کرنے کی ممانعت قرآن و حدیث سے

= کے لئے ثابت قدمی کی دُعا کے مشروع ہونے کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبر میں سوالات کے صحیح جواب دینے پر ثابت قدمی عطاء فرمائے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ قبر میں سوالات ہوتے ہیں، اسی طرح "تعلیق سنن أبی داؤد" (۳/۳۵۷) میں ہے۔

[5] اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے "سنن ابن ماجه" کے کتاب (٦) الجنائز، باب (۳۸) ما جاء فی ادخال المیت فی القبیر (۲/۲۵٦، برقم:۱۵۵۳) میں، اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے "سنن الکبریٰ" کے کتاب الجنائز، باب (۳۵) ما یقال إذا أدخل المیت فی قبره (۴/۹۱۔۹۲) میں روایت کیا ہے۔

کہیں بھی مذکور نہیں جو نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کو ناجائز کہا جا سکے، ہاں اس کے ثبوت میں قرآن و حدیث سے دلائل موجود ہیں:

قرآن کا حکم:

قرآن میں ہے:

﴿ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۞ وَ اِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ ۞ ﴾ [6]

ترجمہ: جب تم اپنی نمازوں سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے ربّ کی طرف دُعا میں رغبت کرو۔

اور شارحِ بخاری امام قسطلانی نے اس مقام پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ﴾ من الصلوة المکتوبة ﴿فَانْصَبْ وَ إِلیٰ رَبِّكَ﴾ فی الدعا ﴿فَارْغَبْ﴾ إلیه فی المسئلة۔ [7]

یعنی، جب فرض نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے ربّ کی طرف دُعا میں محنت کرو اور اپنے ربّ ہی کی طرف سوال میں رغبت کرو۔

اور اس کی تفسیر میں صاحب تفسیرِ جلالین نے لکھا ﴿فَاِذَا فَرَغْتَ﴾ من الصلوة ﴿فَانْصَبْ﴾ اتعب فی الدعاء ﴿وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ تَضَرَّع [8]

یعنی، جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اپنی حاجت میں اپنے ربّ کی طرف مشقّت

---

[6] الانشراح:۹۴/۷۔۸

[7] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، جلد(۷)، کتاب التفسیر، سورة ألم نشرح لک، ص۴۲۳

[8] تفسیر الجلالین، سورة الانشراح، آیت۶۔۷

برداشت کرو۔

اور شارحِ بخاری علامہ انوار الحق محدّث دہلوی لکھتے ہیں ''یعنی وقتیکہ فارغ شوی از عبادت پس جہد کن در قضای حاجت بسوی پروردگار خود۔ ۹

یعنی، جب تو عبادت سے فارغ ہو جائے تو اپنے ربّ کی طرف اپنی حاجت کے پورا کرانے میں کوشش کر یعنی دُعا کر۔

''نمازِ جنازہ بھی فرض ہے اور اس لفظ ''صلوۃ'' میں وہ بھی داخل ہے۔ لہذا اس کے بعد دُعا کرنے کا بھی یہی حکم ہے'' ۱۰

فرمانِ رسول ﷺ:

اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ''۔ ۱۱

---

۹ تیسیر القاری شرح بخاری، الجلد(٤)، کتاب التفسیر، سورۃ الم نشرح، ص ٦٥٠

۱۰ وقار الفتاویٰ، جلد (٢)، کتاب الجنائز، نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کا حکم، ص ٣٥٧

۱۱ اس حدیث کو امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ٢٧٥ھ نے ''سنن أبی داؤد'' کے کتاب الجنائز، باب الدعا للمیت (٣/٣٤٩، برقم:٣١٩٩) میں اور امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ٢٧٣ھ نے ''سنن ابن ماجه'' کے کتاب الجنائز، باب الدعا فی الصلاة علی الجنازه (٢/٢٣٠۔٢٣١، برقم: ١٤٩٧) میں روایت کیا ہے اور سنن ابن ماجہ کے محقّق نے لکھا کہ یہ حدیث ''صحیح'' ہے اور امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ٣٦٠ھ نے ''کتاب الدعاء'' (ص ٣٦٢۔٣٦٣، برقم: ١٢٠٥، ١٢٠٦) میں اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ٤٥٨ھ نے ''سنن الکبریٰ'' کے کتاب الجنائز، باب (١٢٠) الدعاء فی =

یعنی جب تم نماز جنازہ پڑھ لو تو خاص میت کے لئے دعا مانگو۔

کیا قولِ رسول ﷺ پر عمل (معاذ اللہ) بدعت و غیرِ منطقی امر ہے؟:

حضور ﷺ کے فرمان عالیشان کے بعد پھر کہنا کہ ''نمازِ جنازہ خود ہی ایک دُعا ہے نماز نہیں ہے نماز اس کو محض اس لئے کہا گیا کہ اس میں نماز جیسا اہتمام کیا جاتا ہے۔ وضو ہے، نیت ہے، قیام ہے، امام کی اتباع ہے کعبہ کی جانب منہ کیا جاتا ہے، تکبیریں کہی جاتی ہیں جبکہ نماز میں ان سب کے ساتھ رکوع ہے، قومہ ہے، سجدہ ہے، تشہد ہے جو نماز جنازہ

=صلاة الجنازة (٤/٦٥، برقم:٤٩٦٤) میں اور ''معرفة السنن و الآثار'' کے کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنازه و غیره ذلك (٣/ ١٧١) میں اور حافظ نور الدین ہیثمی متوفی ٨٠٧ھ نے ''موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان'' کے کتاب (٦) الجنائز، باب (٢٢) الإیذان بالمیت و الصلاة علیه (ص ١٩٢، برقم:٧٥٤۔٤٤٤) میں روایت کیا ہے۔

اور علامہ علاؤالدین علی المتقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ٩٧٥ نے ''کنز العمال'' کے کتاب الموت، الباب الثانی فی أمور قبل الدفن، الفصل الرابع فی الصلاة علی المیت (١٥/٢٤٧، برقم:٤٢٢٧٢) میں، امام محیّ السنہ رُکن الدین ابو محمد الحسین بن مسعود ابن محمد الفرّاء البغوی متوفی ٥١٦ھ نے ''مصابیح السنة'' کے کتاب (٥) الجنائز، باب (٥) المشی بالجنازة و الصلاة علیه (١/٥٥١، برقم:١١٩٢) میں، اور حافظ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ٧٤١ھ نے ''مشکاة المصابیح'' کے کتاب (٥) الجنائز، باب المشی بالجنازة و الصلاة علیها (٥)، الفصل الثانی (١/٥٢٧، برقم:١٦٧٤۔٢٩) میں اور حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ٨٥٢ھ نے ''هدایة الرواة إلی تخریج أحادیث مصابیح و المشکاة'' (٢/ ٢٠٧، برقم:١٦١٤) میں، اور بحر العلوم عبدالعلی نے ''رسائل الأرکان'' (ص ١٥٥) میں نقل کیا ہے۔

میں موجود نہیں۔ یہ دراصل دُعائے جنازہ ہی ہے مگر اس کا کچھ حصے کا ہم شکل ہونے کی وجہ سے نماز ہی کہہ دیا گیا اور پھر جب نمازِ جنازہ بجائے خود بھی ایک دُعا ہی ہے تو دُعا کے بعد ایک اور بے محل دُعا میں کیا تُک ہے'' یہ خود ایک غیر منطقی امر ہے نہ کہ دُعا بعد صلوۃ الجنازہ۔ یہ تو فرمان رسول اللہ ﷺ پر عمل ہے۔ کیا ان باتوں کا حضور ﷺ کو علم نہ تھا جب علم تھا اور یقیناً تھا پھر بھی یہ حکم ارشاد فرمایا تو ایک مسلمان کا کام ہے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کرے نہ کہ راہِ فرار کے لئے بہانے تلاش کرے جیسا کہ سائل نے تلاش کئے ہیں۔

کیونکہ اُسے حکم ہے:

﴿ وَ مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ الاٰیۃ ﴾ ١٢

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (کنز الایمان)

اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے فرمایا:

﴿ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾ ١٣

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (کنز الایمان)

لہٰذا دُعا بعد نمازِ جنازہ کو بدعت کہنا غیر منطقی امر ہے کیونکہ ہر ذی شعور مسلمان جانتا ہے ہر فعل جو قولِ رسول ﷺ کے عین مطابق ہو اور جس پر فعلِ رسول ﷺ اور فعلِ صحابہ شاہد ہوں وہ فعل ہرگز ہرگز بدعت نہیں ہو سکتا۔

---

١٢ الحشر:٧/٥٩

١٣ الحشر:٧/٥٩

١۔ اعتراض:

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس حدیث میں جس دُعا کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد وہ دُعا ہے جو نمازِ جنازہ کے اندر مانگی جاتی ہے۔ تو اس کے دو جواب ہیں:

١۔ نمازِ جنازہ میں مانگی جانے والی دُعا میت کے لئے خاص نہیں:

ہم نمازِ جنازہ میں دعا مانگتے ہیں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا الخ ١٤

---

١٤ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے "سنن أبی داؤد" کے کتاب (١٥) الجنائز، باب الدعاء للمیت (٣/ ٣٥٠، برقم: ٣٢٠١) میں اور امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نے "سنن الترمذی" کے کتاب الجنائز، باب: ما یقول فی الصلاۃ علی المیت (٤/ ٢٤١، برقم: ١٠٢٤) میں روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا: حدیث أبی إبراهیم "حدیث حسن صحیح"۔ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ٣٠٣ھ نے "سنن النسائی" کے کتاب الجنائز، باب الدعاء (برقم: ١٩٨٨) میں اور امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ٢٧٣ھ نے "سنن ابن ماجه" کے کتاب (٦) الجنائز، باب ما جاء فی الدعاء فی الصلاۃ علی الجنازۃ (٢/ ٢٣٠-٢٣١، برقم: ١٤٩٨) میں روایت کیا ہے اور محقق سنن ابن ماجہ نے لکھا کہ یہ حدیث "صحیح" ہے اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ٣٥٨ھ نے "السنن الکبریٰ" کے کتاب الجنائز، باب الدعاء فی صلاۃ الجنازۃ (٤/ ٦٧-٦٨، برقم: ٦٩٧١-٦٩٧٣) میں اور "السنن الصغریٰ" کے کتاب الجنائز، باب (٦) الصلاۃ علی الجنازۃ (١/ ٣٥٨-٣٥٩، برقم: ١٩/١١٠٨، و ٢٠/١١٠٩) میں اور امام احمد نے "المسند" (٢/ ٧٣٦٨، ٤/ ١٧٠، ٥/ ٤١٢) میں اور حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی مصری متوفی ٨٠٧ھ نے "موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان" کے کتاب (٦) الجنائز =

یعنی، اے اللہ ہمارے زندوں کو بخش دے ہمارے مردوں کو بخش دے ہمارے حاضروں کو بخش دے ہمارے غائبوں کو بخش دے الخ

یہ عام دُعا ہے سب کے واسطے ہے، خاص میت کے واسطے نہیں جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے "فَاخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاء" خاص میت کے لئے دعا مانگو۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ دعا جس کا حکم حدیث شریف میں ہوا وہ دُعا جنازہ کے اندر مانگی جانے والی دُعا نہیں۔ کیونکہ فاء ماقبل اور مابعد میں ترتیب کے لئے ہوتا ہے ''کافیہ'' [15] اور کُتب نحو میں ہے، الفاء للترتيب یعنی، فاء ترتیب کے لئے ہے ''ہدایۃ النحو'' [16] میں ہے نحو قام زيد فعمرو، و إذا كان زيد مقدماً و عمرو متأخراً بلا مهلة یعنی، جیسے زید کھڑا ہوا پھر عمرو، یہ اس وقت بولا جائے گا جب زید کھڑا ہونے میں مقدم ہو اور عمرو بلا مہلت متأخر ہو [17]۔ اس سے معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ پہلے ہے اور دُعا کا حکم اس نماز کے فوراً بعد ہے اور پھر "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ" شرط اور ''فَاخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاء '' کے بطور جزا لایا گیا، پھر

=باب (٢٢) الإيذان بالميت و الصلاة عليه (ص١٩٣، برقم:٧٥٧) میں روایت کیا ہے۔ اور امام ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۱ھ نے "مشكاة المصابيح" کے كتاب (٥) الجنائز، باب (٥) المشى بالجنازة و الصلاة عليها، الفصل الثانى (١/٥٢٧_٥٢٨، برقم: ١٦٧٥/٣٠، ١٦٧٦/٣١) میں نقل کیا ہے۔

[15] الكافيه لابن حاجب، الحروف، الحروف العاطفة، ص١٠٦

[16] هداية النحو، القسم الثالث فی الحروق، فصل: حروف العطف، ص١١٣_١١٤

[17] فاء ترتیب مہلت کے لئے آتا ہے یعنی معطوف اور معطوف کے مابین ترتیب کے ساتھ بلا تأخیر جمع کے لئے آتا ہے کیونکہ حکم معطوف علیہ کے بعد معطوف کے ساتھ بلا مہلت متعلق ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں سورۂ مومن کی آیت (۱۴) اور سورۃ الحج کی آیت (۶۳) میں ہے۔

شرط اور جزا میں تغایر و تفاوت ہوتا ہے اور شرط کا وقوع پہلے ہوتا ہے اور جزا بعد میں واقع ہوتی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ دعا بعد نمازِ جنازہ ہے۔

۲۔ حدیث شریف میں حکمِ دعا بعدِ اتمام نماز ہے نہ کہ دورانِ نماز:

حدیث شریف کے الفاظ ہیں کہ "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ" جب تم نمازِ جنازہ پڑھ لو "فَاخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاء" تو خالص میت کے لئے دعا مانگو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا مانگنے کا حکم نماز ختم ہونے کے بعد ہے جیسا کہ قرآن میں ہے ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلوٰةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْأَرْضِ الاية﴾ [18] یعنی جب نماز جمعہ پڑھ لی جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ۔ یہاں منتشر ہونے کا حکم نماز ختم ہونے کے بعد ہے نہ کہ دورانِ نماز، اسی طرح قرآن کریم میں ہے ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا الاية﴾ [19] ترجمہ: جب تم کھانا کھا چکو تو چلے جاؤ۔ یعنی اے مسلمانو! جب تم نبی ﷺ کے گھر کھانے کے لئے بلائے جاؤ تو کھانا کھانے کے بعد آپ ﷺ کے دولت خانہ سے چلے جاؤ۔ یہاں بھی چلے جانے اور منتشر ہو جانے کا حکم کھانا کھا لینے کے بعد ہے نہ کہ کھانے کی حالت میں۔ اسی طرح میت کے واسطے بھی دعا کا حکم نمازِ جنازہ پڑھ لینے کے بعد ہے نہ کہ دورانِ نماز۔

آپ ﷺ کا عملِ مبارک:

دوسری حدیث جو کہ ''نصب الرایہ'' [20]، ''کبیری'' [21]، ''فتح القدیر''

---

[18] الجمعة:٦٢/١٠

[19] الاحزاب:٣٣/٥٣

[20] نصب الرأية تخريج احاديث الهداية، المجلد (٢)، كتاب الصلاة، باب الجنائز، أحاديث الصلاة على الغائب، ص٢٩٢۔

[21] ، غنية المستملى (كبيرى) فصل فى الجنائز، ص٥٨٤

۲۲ اور ''کتاب المغازی'' ۲۳ میں موجود ہے علامہ واقدی نے ''کتاب المغازی'' میں حدیث نقل کی ہے جس میں حضرت زید بن حارث اور حضرت جعفر بن اَبی طالب کی شہادت کا ذکر ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ پر مُلکِ شام مکشوف ہوا اور آپ وہ معرکہ ملاحظہ فرما رہے تھے اور آپ نے فرمایا زید بن حارثہ نے علم اُٹھایا اور وہ میدان جنگ میں گئے یہاں تک کہ وہ شہید ہوئے پھر آپ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی اور ''ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی''، اور فرمایا کہ ''تم بھی اس کے لئے دعائے مغفرت کرو'' پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت جعفر کے عَلَم اُٹھانے، میدان جنگ میں جانے اور شہادت کا ذکر فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی وَ دَعَا لَهٗ وَ قَالَ: "اِسْتَغْفِرُوْا لَهٗ" دعائے مغفرت فرمائی اور فرمایا تم بھی اس کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ ۲۴

اس حدیث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ نمازِ جنازہ کے بعد اور دفن سے قبل دُعا مانگنا تعلیمِ رسول اللہ ﷺ بھی ہے اور فعلِ رسول اللہ ﷺ بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی روایت:

تیسری حدیث جو کہ ''کنز العمال'' میں موجود ہے ابراہیم ہجری فرماتے ہیں کہ

۲۲ فتح القدیر، جلد(۲)، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، فصل فی الصلوٰۃ علی المیت، ص۱۸۔

۲۳ کتاب المغازی، المجلد (۲)، غزوہ مؤتۃ، ص۲۱۱۔

۲۴ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: و هذا مع ضعف الطرق فما فی المغازی مرسل من طریقین الخ

میں نے حضرت عبداللہ بن اَبی اَوفی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جو اصحابِ شجرہ میں سے تھے ان کی بیٹی فوت ہوگئیں تو كَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعَةً، ثُمَّ قَامَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا بَيْنَ التَّكْبِيْرَتَيْنِ يَدْعُوْ راوی حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ حضرت ابن اَبی اَوفی نے اپنی بیٹی کے جنازہ پر چار تکبیریں کہیں یعنی نمازِ جنازہ پڑھی اور اتنی دیر کھڑے ہو کر دُعا مانگتے رہے جتنی دیر دو تکبیروں میں کھڑے ہوئے وَ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَصْنَعُ عَلَى الْجَنَائِزِ هٰكَذَا۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جنازوں پر اسی طرح کیا کرتے تھے یعنی نمازِ جنازہ پڑھ کر میت کے واسطے دُعا فرماتے۔ ۲۵

اس حدیث سے بھی اس کا ثبوت اظہر من الشّمس ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا حضور ﷺ کا مبارک فعل بھی ہے اور صحابی رسول اللہ ﷺ کا فعل بھی ہے۔ ۲۶

۲۵ اس حدیث کو علامہ علاؤ الدین علی المتقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے ''کنز العمال'' کے كتاب الموت، قسم الأفعال، باب فی أشياء قبل الموت، صلاة الجنازه (۳۰۲/۱۵، برقم: ٤٢٨٤٤، و طبع المكتب الإسلامی علی هامش ''المسند'' ۲۵۳/۲) میں، ابن النجار کے حوالے سے نقل کیا ہے اور روایت کے کلمات مندرجہ ذیل ہیں: عن إبراهيم الهجری، قال رأيتُ ابن أبی أوفی، و كان من أصحاب الشجرة، و ماتت ابنته فتبعها علی بغل خلفها، فجعل النساء يرثين، فقال: لا ترثين فإن رسول الله ﷺ نهی عن الرثاء، و لتفضِ إحداكنّ من عبرتها ما شاءت! ثم كبّر عليها أربعاً، ثم قام بعد ذلك قدر ما بين التكبيرتين يدعو، و قال: إن رسول الله ﷺ كان يضع هكذا (ابن النجار)

۲۶ صحابہ کرام کا عمل:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں کہ عن ابن أبی مليكة =

اورحضرت ابراہیم (تابعی) کا مذہب بھی جواز کا تھا۔یعنی ان کے نزدیک بھی نمازِ جنازہ کے بعد میت کے واسطے دعا مانگنا جائز ہے۔

=قال سمعتُ ابن عباس یقول: وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی سَرِیْرِهٖ فَتَکَنَّفَهُ النَّاسُ یَدْعُوْنَ وَ یُثْنُوْنَ وَ یُصَلُّوْنَ عَلَیْهِ قَبْلَ أَنْ یُّرْفَعَ وَ أَنَا فِیْهِمْ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب (٢) من فضائل عمر رضی اللّٰه عنه، برقم:١٤-٢٣٨٩)

یعنی، ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تخت پر رکھا گیا تو (جنازہ اٹھائے جانے سے قبل) لوگ آپ پر جمع ہو گئے اور آپ کے لئے دعائیں مانگنے اور آپ کی تعریف کرنے اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے رحمت طلب کرنے لگے اور میں بھی اُن میں تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل:

امام ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ فرماتے ہیں کہ ہمیں علی بن سر نے حدیث بیان کی وہ روایت کرتے ہیں شیبانی سے، وہ عمر بن سعد سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یزید بن مکفف کی نمازِ جنازہ پڑھی، پھر چلے حتی کہ ان کے پاس آئے اور یہ دُعا فرمائی: أَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ نَزَلِ بِكَ الْیَوْمَ، فَاغْفِرْلَهٗ ذَنْبَهٗ وَ وَسِعَ عَلَیْهِ مَدْخَلَهٗ فَإِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ إِلَّا خَیْرًا وَ أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ (المصنَّف لابن أبی شیبة، المجلد (٣)، کتاب الجنائز، باب (١٢٥) فی الدعاء للمیت بعد ما یدفن الخ، ص٢١٢، برقم:٥)

یعنی، اے اللہ! تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا آج تیرا مہمان ہے، پس تو اس کے گناہ بخش دے اور اس کی قبر کو کشادہ فرما دے، ہم تو صرف اس سے نیکی کو جانتے ہیں اور تو اس کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا عمل:

شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی حنفی متوفی ۴۳۸ھ ۲۷ اور علامہ علاؤالدین ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ ۲۸ لکھتے ہیں: و لنا ما روی عن ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنهم: أَنَّهُمَا فَاتَتْهُمَاا الصَّلَاةُ عَلٰی جَنَازَةٍ، فَلَمَّا حَضَرَا مَا زَادَا عَلَی الْإِسْتِغْفَارِ لَهٗ ۔ واللفظ للسرخسی

یعنی، ہماری دلیل حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ آپ دونوں سے نمازِ جنازہ فوت ہو گئی پس جب آئے تو انہوں نے میت کے واسطے صرف بخشش کی دعا مانگی۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا عمل:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ نکل گئی جب نمازِ جنازہ کے بعد پہنچے، آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم نے مجھ سے پہلے نماز پڑھ لی تو ان کے لئے دُعا میں مجھ سے آگے نہ بڑھو، یعنی صبر کرو دعا میں مجھے شریک ہونے دو۔ چنانچہ امام سرخسی حنفی اور علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں: و عبدالله بن سلام فاتته الصلاة علی جنازة عمر، فلما حضر قال: ''إِنْ سَبَقْتُمُوْنِیْ بِالصَّلٰوةِ عَلَیْهِ، فَلَاتَسْبِقُوْنِیْ بِالدُّعَا لَهٗ''۔ ۲۹

---

۲۷ المبسوط للسرخسی، الجلد (٢)، کتاب الصلاة، باب غسل المیت، ص٦١

۲۸ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، المجلد (٢)، کتاب الصلاة، صلوٰة الجنازة، فصل: فی بیان من یصلّی علیه، ص٣٣٨

۲۹ المبسوط للسرخسی: ٢/١٦١۔ أیضاً بدائع الصنائع: ٢/٣٣٨

یعنی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ فوت ہوگئی تو (جب تشریف لائے تو آپ نے) فرمایا اگر تم نے امیر المؤمنین پر نماز پڑھنے میں مجھ پر سبقت کی ہے تو (اب) ان کے لئے دُعا میں مجھ سے سبقت نہ کرو۔ [۳۰]

اس سے بھی معلوم ہوا صحابہ کرام بھی نمازِ جنازہ کے بعد میت کے واسطے دعا مانگتے تھے تبھی تو حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز میں تو شامل نہ ہوسکا اب نماز کے بعد دُعا میں تو شامل ہونے دو۔

حکیم فعلِ قبیح کا حکم نہیں دیتا:

جب ثابت ہو چکا کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا حکمِ رسول و فعلِ رسول ﷺ و فعلِ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین ہے، اب بتایئے کہ حکیم بھی کبھی کسی قبیح شئ کا امر کرتا ہے اور فرمانِ رسول ﷺ پر عمل بھی بدعت ہوسکتا ہے فعلِ رسول ﷺ کو بھی بدعت کہا جاسکتا ہے کیا صحابہ بدعتی تھے؟ انہوں نے بھی بعد نمازِ جنازہ دُعا مانگی ہے۔ خود فیصلہ کیجئے کہ دعا مانگنا غیر منطقی امر ہے یا اس کی مخالفت کرنا۔

---

[۳۰] حضرت امام حسن بصری کا عمل:

امام ابن ابی شبیہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے ہشیم نے، وہ فرماتے ہیں خبر دی ہمیں ابو حرہ نے وہ روایت فرماتے ہیں امام حسن سے أَنَّهُ إِذَا سَبَقَ بِالْجَنَازَةِ يَسْتَغْفِرُلَهَا وَ يَجْلِسُ أَوْ يَنْصَرِفُ (المصنّف لابن أبی شيبة، المجلد (۳)، كتاب الجنائز، باب (۱٦۳) من كان لا يرى الصلاة عليها الخ، ص ۲٤۰، برقم:۲)

یعنی، نمازِ جنازہ جب آپ سے پہلے ہو جاتی تو آپ میت کے لئے بخشش کی دُعا مانگتے اور بیٹھ جاتے یا لوٹ جاتے۔

خام خیالی کا ازالہ:

سوال میں لکھا ہے، ''اس دُعا کا حضور ﷺ سے چل کر تینوں بہترین زمانوں (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) میں کہیں وجود نہیں پایا جاتا''، آپ خود بتایئے کہ یہ سچ ہے یا جھوٹ؟ یقیناً جھوٹ ہے۔

یہ لوگ خود اپنی میتوں کے بھی دشمن ہیں جو ان کے لئے مغفرت کی دُعا تک نہیں مانگتے اور دُعا مانگنے والوں کو روکتے ہیں اور ان کی دیدہ دلیری تو دیکھئے جو اللہ تعالیٰ سے بھی مانگنے سے منع کرنے لگے ہیں اور (معاذ اللہ) اللہ سے مانگنے کو بھی بدعت کہنے لگے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أُدْعُوْنِیْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ الاٰية﴾ [۳۱]

ترجمہ: مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا۔ (کنزالایمان)

کیا اللہ تعالیٰ سے مانگنا بھی بدعت ہوسکتا ہے؟ العیاذ باللہ۔

اور لکھا ہے کہ ''اور پھر جب نمازِ جنازہ بجائے خود بھی ایک دُعا ہی تو ہے تو دُعا کے بعد ایک اور بے محل دُعا کی کیا تُک ہے۔'' کیا دُعا کا بھی محل ہے۔ یعنی قرآن و حدیث میں کہیں ذکر ہے کہ فلاں وقت دُعا نہ مانگو حالانکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن میں ارشاد فرماتا ہے

﴿أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ الاٰية﴾ [۳۲]

ترجمہ: میں دُعا مانگنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دُعا مانگتا ہے۔

ہر عبادت کا وقت مقرر ہے لیکن دُعا ایسی عبادت ہے جس کا کوئی وقت مقرر نہیں اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا ''دُعا بکثرت کرو، جب تم میں سے کوئی دُعا مانگے تو کثرت سے دُعا

---

[۳۱] المؤمن: ٦۰/٤۰

[۳۲] البقرۃ: ۱۸٦/۲

مانگے اس لئے کہ وہ اپنے ربّ سے ہی سوال کرتا ہے‘‘۔

قرآن کے مطلق حکم پر زیادتی جائز نہیں:

قرآن سے تو ثابت ہے جب بھی دُعا مانگی جائے وہی محل ہے۔ ان کے نزدیک اللہ سے مانگنا بھی جائز نہیں کہ فلاں وقت نہ مانگو کیونکہ یہ محل نہیں ہے۔ انہوں نے تو کتاب اللہ کے مطلق کو مقیّد کیا ہے، وہ کس دلیل سے مقیّد کیا ہے؟ کیونکہ کتاب اللہ کے مطلق کو تو صرف آیت قرآنی متواتر یا مشہور حدیث سے مقیّد کیا جاسکتا ہے اور ان کے پاس کونسی دلیل ہے؟

۲۔ اعتراض (احناف کا غیر علمی گروہ):

سوال میں ایک اور اعتراض یہ کیا کہ ’’دعا مانگنے والے احناف کا غیر عملی گروہ ہے‘‘۔

جواب:

یہ اعتراض ہی بے علمی کی علامت ہے کیونکہ مذہبِ احناف اس کے برعکس ہے۔

احناف کا مذہب:

احناف کا مذہب سُنیئے علامہ محمد بن فضل بن انیف ابوبکر فضلی الکماری متوفی ۳۸۱ھ جن کے متعلق علامہ عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ لکھتے ہیں کہ کان إماماً کبیراً و شیخاً جلیلاً معتمداً فی الروایة مقلّداً فی الدرایة۔ ۳۳

یعنی، وہ امام کبیر اور شیخ جلیل تھے روایت میں معتمد اور درایت میں مقلد تھے۔

---

۳۳ الفوائد البھیة فی تراجم الحنفیة، حرف المیم، محمد بن الفضل ابو بکر الفضلی الکماری، ص۱۹٤

چنانچہ برجندی شرح وقایہ جلد(۱)، ص۱۸۰ پر ہے کہ امام فضلی فرماتے ہیں: لا بأس به.

یعنی، نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ ’’کنز الدقائق‘‘ ۳۴ کی عبارت کہ ’’نماز جنازہ چار تکبیریں ہیں، پہلی کے بعد ثناء، دوسری کے بعد نبی ﷺ پر درود، اور تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد سلام‘‘ کے تحت لکھتے ہیں: و قید بقوله بعد الثالثة لأنه لا یدعو بعد التسلیم کما فی "الخلاصة" و عن الفضلی لا بأس به ۳۵

یعنی، مصنّف نے دعا کے لئے تیسری تکبیر کے بعد قید لگائی اس لئے کہ (اگر اس وقت اس نے دعا نہ مانگی تو) سلام پھیرنے کے بعد نہیں مانگے گا (اس طرح میت کے واسطے دعا ہی رہ جائے گی) جیسا کہ ’’خلاصۃ الفتاویٰ‘‘ میں ہے اور امام فضلی سے مروی ہے سلام کے بعد میت کے لئے دعا مانگنے میں کوی حرج نہیں ہے۔

نمازِ جنازہ کے بعد دُعا میں زیادتی علی الصلوٰۃ کا شبہ صفوں میں انتشار سے ختم ہو جاتا ہے لہذا کراہت کا حکم نہیں لگے گا کیونکہ کراہت کے حکم کا مدار جس علّت پر ہے، وہ علّت ہے زیادتی علی الصلوٰۃ کا شبہ، جب صفیں توڑنے سے علّت باقی نہ رہی تو حکم بھی باقی نہیں رہے گا۔ اسی طرح ’’بیاض فضل اللہ‘‘ میں ہے۔ ۳۶

حدیث شریف میں ہے أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ، فَلَمَّا فَرَغَ جَاءَ عُمَرُ، وَ مَعَهُ قَوْمٌ، فَأَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ ثَانِياً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ لَا

---

۳۴ کنز الدقائق، کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل، ص ۵۱۔۵۲

۳۵ البحرالرائق، المجلد (۲)، کتاب الجنائز، فصل، ص۱۸۳

۳۶ بیاض فضل الله، جلد(۱)، ص۱٤۳، مخطوط مصوّر

تُعَادُ، وَ لٰكِنْ أُدْعُ لِلْمَيِّتِ وَ اسْتَغْفِرْلَهٗ۔ ۳۷

یعنی، نبی ﷺ نے کسی کی نمازِ جنازہ پڑھائی، جب فارغ ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے اور آپ نے دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا، تو انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''نمازِ جنازہ لوٹائی نہیں جاتی، (یعنی دوسری بار نہیں پڑھائی جاتی) لیکن تم میت کے واسطے دُعا مانگو اور اس کے لئے بخشش طلب کرو۔

اور علامہ کاسانی لکھتے ہیں: و هذا نصّ فی الباب ۳۸

یعنی، یہ اس باب میں نصّ ہے۔

اسی طرح مروی ہے کہ حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نمازِ جنازہ کے لئے تشریف لائے جبکہ نمازِ جنازہ پڑھی جا چکی تھی تو دونوں نے صرف میت کے واسطے بخشش کی دعا مانگی۔ ۳۹

مذکورہ دونوں حدیثیں حنفی فقہ کی مشہور و مستند کتاب ''المبسوط'' اور ''بدائع الصنائع'' ہی میں مذکور ہیں اور ان کے مؤلف شمس الائمہ ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی متوفی ۴۳۸ھ اور علامہ علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ حنفی بزرگ ہیں اور سائل بجائے مسلمانوں کو حیران بلکہ پریشان کرنے کے، یہ بات اپنے علم میں لائے کہ ۴۳۸ھ اور ۵۸۷ھ تک اس گروہ کا نام ابھی انہیں الاٹ نہیں ہوا تھا، اُمّت ائمہ اربعہ پر جمع تھی، گروہ

۳۷ بدائع الصنائع: ۲/۳۳۷

۳۸ بدائع الصنائع: ۲/۳۳۷۔ أیضاً المبسوط للسرخسی: ۲/۶۱

۳۹ بدائع الصنائع، المجلد(۲)، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان من یصلی علیه، ص۳۳۷۔۳۳۸

کا معرضِ وجود میں آنا تو دُور کی بات غیر مقلّدیت کا اظہار کرنا بھی مشکل تھا اس وقت جو ایسی ذہنیت رکھتے تھے وہ بھی مسلمانوں سے خائف ہو کر اپنے آپ کو ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کا مقلّد گردانتے تھے تو حنفی بزرگ کا ان کے ساتھ ہونا تو بہت دُور کی بات ہے۔ اور یہ الزام سب سے پہلے غیر مقلّدین پر آتا ہے کہ خود کو ''اہلِ حدیث'' کہتے ہیں اور حدیث کو مانتے نہیں، یہ لوگ صرف ہم اہلسنّت کی مخالفت میں حدیثِ نبوی ﷺ اور آثارِ صحابہ کا انکار کرتے ہیں عمل نہیں کرتے کیونکہ اگر عمل کرتے ہیں تو اہلسنّت کے ساتھ موافقت ہو جاتی ہے وہ انہوں نے کرنی نہیں۔

۳۔ اعتراض (تکرارِ دعا درست نہیں):

اور اگر نمازِ جنازہ خود دعا ہے اور نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے میں تکرارِ دعا ہے جو صحیح نہیں۔

جواب:

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''بدائع الصنائع'' میں ہے کہ لا بأس بتکرار الدعاء۔ ۴۰

یعنی، تکرار دعا میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور اسی فصل میں لکھتے ہیں: لأن التنفل بالدعاء و الاستغفار مشروع و بالصلاۃ علی الجنازہ غیر مشروع ۴۱

یعنی، دُعا اور استغفار کے ساتھ تنفل مشروع ہے اور نفل نمازِ جنازہ مشروع

۴۰ بدائع الصنائع، المجلد(۱)، کتاب الصلاۃ، صلاۃ الجنازۃ، ص ۳۳۷

۴۱ بدائع الصنائع: ۲/۳۳۸

نہیں ہے۔

اور نعمانِ ثانی مخدوم عبدالواحد سیوستانی حنفی متوفی ۱۲۲۴ھ سے سوال کیا گیا کہ ''دعا خواستن بعد از نماز جنازہ رواست یا نہ؟'' یعنی نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں تو آپ نے جواب میں لکھا "الظاھر أنہ جریٰ بذلک عرف أھل الإسلام و قد ورد فی الحدیث: "مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَناً فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ" ۴۲

انتھیٰ علیٰ أنہ ذکر فی "العالمگیریة" ۴۳: و یستحب إذا دفن المیّت أن یجلسوا ساعة عند القبر بعد الفراغ بقدر ما

۴۲ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے "المسند" اور "کتاب السنّة" روایت کیا ہے اور امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ لکھتے ہیں کہ امام احمد نے اسے حدیث وائل عن ابن مسعود روایت کیا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو ان میں آپ ﷺ کے لئے اصحاب کو چن لیا، پس انہیں اپنے دین کے مددگار اور اپنے نبی کے وزیر بنا دیا، پس جسے مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے، جسے مسلمان بُرا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُرا ہے''۔ اور یہ روایت "موقوف حسن" ہے اور اس طرح اس کی بزار، طیالسی، طبرانی اور ابونعیم نے "حلیه" میں ترجمۂ ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں اس کی تخریج فرمائی، بلکہ یہ امام بیہقی کے ہاں ''الاعتقاد'' میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری وجہ کے ساتھ مروی ہے (المقاصد الحسنة، الباب الأول، حرف المیم، ص۳۵۹، برقم:۹۵۹)

۴۳ الفتاوی الھندیة، المجلد (۱)، کتاب الصلاة، الباب الحادی و العشرون، الفصل السادس فی القبر و الدفن الخ، ص۱۶۶

ینحر جزور و تقسم لحمھا یتلون القرآن و یدعون للمیّت ولا یخفی أن ھذا الدعاء واقع بعد الصلوٰة فیدل علی شرعیة الدعاء بعد الصلوٰة فی الجملة، فتدبّر و اللّٰہ أعلم۔" ۴۴

یعنی، ظاہر یہ ہے کہ اہلِ اسلام کا نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے میں عُرف جاری ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے ''جسے مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے''۔ اسی بنا پر ''فتاویٰ عالمگیریہ'' میں ذکر کیا گیا ہے اور جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جائے تو دفن سے فارغ ہونے کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے کہ جتنی دیر میں اونٹ کو نحر کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکے، اس وقت میں قرآن کی تلاوت کریں اور میت کے واسطے دُعا مانگیں۔ اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یہ دُعا نماز کے بعد ہے تو یہ جملہ نمازوں کے بعد دُعا کے مشروع ہونے کی دلیل ہے۔ ۴۵

۴۴ فتاوی واحدی، المجلد (۱)، کتاب الجنائز، ص۲۵۴

۴۵ نعمان ثانی مخدوم عبدالواحد سیوستانی حنفی متوفی ۱۲۲۴ھ نے دُعا بعد نمازِ جنازہ کے مشروع ہونے پر اس سے استدلال فرمایا کہ اہلِ اسلام میں نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے کا عُرف جاری ہے اور اہلِ اسلام اسے اچھا جانتے ہیں اور حدیث شریف ہے کہ ''مسلمان جسے اچھا جانے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے''، مخدوم علیہ الرحمہ نے اپنے زمانے کے عُرف کا ذکر کیا ہے اور حضرت ۱۲۲۴ھ میں فوت ہوئے ہیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج سے دوسو سال قبل بھی نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا عام تھا اور روکنے والا کوئی نہ تھا۔ اہلِ اسلام سے مراد عوام الناس نہیں ہے بلکہ علماء اور فقہاء مراد ہیں کیونکہ نمازِ جنازہ وہی پڑھاتا ہے جو اُن میں افضل ہوتا ہے اور جو اِس علاقے کے رسم و رواج اور عادات سے واقف ہیں، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے علماء=

....

=وفقہاء کو ترجیح دی جاتی ہے۔اور مخدوم علیہ الرحمہ کا دوسرا استدلال تدفین کے بعد قبر پر تلاوت قرآن اور میت کے لئے دُعا سے اس طرح فرمایا کہ یہ دُعا مانگنا مستحب ہے تو ظاہر ہے کہ وہ دُعا نمازِ جنازہ کے بعد ہے تو ثابت ہوا کہ نمازِ جنازہ کے بعد تدفین سے قبل دُعا بھی درست ہے۔اور علماء کرام نے اس کے جواز کی تصریح بھی کی ہے۔

جواز کی تصریح:

أقول: رأيت في "حاشية خزانة الروايات" بخط بعض العلماء، و قرأة الفاتحة و الدعاء للميت قبل الدفن يجوز لأن أبا حنيفة لما مات فختم سبعين ألف ختمة قبل الدفن (حاشية خزانة الروايات، ص ١٤١)

یعنی، احقر نعیمی کہتا ہے کہ میں نے ''خزانۃ الروایات'' کے حاشیہ میں بعض علماء کے خط سے لکھا ہوا دیکھا کہ تدفین سے قبل فاتحہ پڑھنا اور میت کے لئے دعا مانگنا جائز ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا جب وصال ہوا تو آپ کی تدفین سے قبل ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) ختم ہوئے۔

اسی طرح علماء کرام نے دُعا بعد نماز جنازہ کو غیر مکروہ قرار دیا ہے اور اس کو مختار اور مفتی بہ قرار دیا ہے۔

مختار و مفتیٰ بہ قول:

مولانا عبداللطیف چشتی قادری نقشبندی کے فتاویٰ میں ہے کہ چہ میفر مایند علمائے دین ومفتیان متین درین مسئلہ کہ بعض علماء بعد از تمام کردن نمازِ جنازہ دعا مکروہ میگویند این درست است یا نہ؟

هو المصوّب للجواب: بہ قول حضرت ابی بکر بن حامد دُعا بعد نمازِ جنازہ مکروہ=

ملا علی قاری حنفی کا پیش کردہ حوالہ:

سائل نے اپنے سوال میں علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری صاحبِ مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کی عبارت پیش کی ہے آپ علیہ الرحمہ نے ''مرقات'' میں لکھا ہے: لا يدعوا للميّت بعد صلوٰة الجنازة، لأنه يشبه الزيادة في صلوٰة الجنازة.

جواب:

ملا علی قاری نے یہ اس لئے لکھا ہے کہ فقہاء کرام بہت محتاط ہوتے ہیں وہ بدمذہبوں سے ذرا بھی مشابہت سے احتراز فرماتے ہیں چونکہ احناف کے نزدیک نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں ہیں جبکہ شیعوں کے ہاں پانچ تکبیریں ہیں، لہٰذا نمازِ جنازہ کے مکمل ہونے کے بعد اگر وہیں کھڑا رہ کر دُعا کرے گا تو عوام کو یہ شبہ نہ ہو کہ اہلسنّت کے نزدیک چار تکبیروں کے سوا بھی زائد کا حکم ہے۔لہٰذا آپ علیہ الرحمہ نے کراہت کا فتویٰ دیا۔مگر جب چوتھی تکبیر کے بعد صفیں منتشر ہو جائیں پھر دُعا کی جائے تو ہرگز مشابہت نہ ہوگی۔لہٰذا ملا علی

=است لیکن بقول حضرت محمد بن فضل مکروہ نیست، مختار و مفتی بہ ہمیں است۔برجندی (فتاویٰ شهابية، ص ٤٠)

یعنی، کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض علماء نمازِ جنازہ پوری کرنے کے بعد (میت کے واسطے) دعا مانگنے کو مکروہ کہتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟

هو المصوّب للجواب: حضرت ابوبکر بن حامد کے قول کے مطابق دعا بعد نماز جنازہ مکروہ ہے لیکن بقول حضرت محمد بن فضل کے (دعا بعد نمازِ جنازہ) مکروہ نہیں ہے، مختار و مفتیٰ بہ یہی ہے بحوالہ برجندی (یعنی مختار اور فتویٰ اس پر ہے کہ دعا بعد نمازِ جنازہ مکروہ نہیں ہے)

NafseIslam

قاری کا لگایا گیا حکم قباحت لنفسہ کی بناء پر نہیں بلکہ مشابہتِ رافضہ کی بناء پر ہے۔ لہٰذا صفیں ٹوٹنے سے جب مشابہت کا ڈر ہی نہ رہا تو علّت نہ رہی اور علّت نہ رہی تو معلول یعنی کراہت کا حکم بھی باقی نہ رہا۔

واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب

المفتی محمد عطاء اللّٰہ النعیمی
رئیس دار الافتاء
(جمعیت اشاعت اھلسنت پاکستان)

الاثنین، ۲۶ ربیع الآخر ۱۴۲۳ھ، ۸ جولائی ۲۰۰۲ء

مآخذ ومراجع

☆ الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، الطبعة الثانية ١٤٢٢ ھ ـ ١٩٩٦م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ الأدب المفرد للبخارى مع شرحه، الطبعة الأولى ١٤٢٢ ھ ـ ٢٠٠٢م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ إرشاد السارى شرح صحيح البخارى، ١٤٢١ھ ـ ٢٠٠٠م، دار الفكر، بيروت

☆ البحر الرائق، أيج أيم سعيد كمپنى، كراتشى

☆ بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، تحقيق على محمد معوّض و شيخ عادل أحمد عبدالموجود، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ ـ ١٩٩٧م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ بياض فضل اللّٰه، مخطوط مصوّر فى دار الكتب انوار المجددية النعيمية، كراتشى

☆ تحفة الأخيار بترتيب مشكل الآثار، تحقيق و ترتيب أبى الحسين خالد محمود الرباط ، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ ـ ١٩٩٩م، دار بلنسية، الرياض

☆ تفسير الجلالين، الطبعة التاسعة ١٤١٩ھ ـ ١٩٩٨م، دار ابن كثير، بيروت

☆ تيسير القارى شرح صحيح البخارى، مكتبه علوى محمد على لكهنوى

☆ جامع بيان العلم و فضله لا بن عبد البر، تحقيق أبو عبدالرحمٰن فواز أحمد زمرلى، الطبعة الأولى ١٤٢٤ھ ـ ٢٠٠٣م، دار ابن حزم، بيروت

☆ الجامع لشعب الإيمان، تحقيق الدكتور عبدالعلى عبدالحميد حامد، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٣ھ ـ ٢٠٠٣م، مكتبة الرُّشد، الرياض

☆ حاشية خزانة الروايات، محظوط مصوّر فى دار الكتب لجمعية إشاعة أهل السنّة، (باكستان)

☆ رسائل الأركان، مكتبه إسلاميه، كوئته

☆ سنن أبى داؤد، إعداد و تعليق عزّت عبيد لدعامس و عادل السيد، الطبة الأولى ١٤١٨ھ ـ ١٩٩٧م، دار ابن حزم، بيروت

☆ سنن ابن ماجة، تحقيق محمود محمد محمود حسن نصّار، الطبعة الأولى ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ سنن الترمذی، تحقيق محمود محمد محمود حسن نصّار، الطبعة الأولى ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٥م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ سنن الدارمی، تخريج الشيخ محمد عبدالعزيز الخالدی، الطبعة الأولى ١٤١٧ھ ۔ ١٩٩٦م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ السنن الصغرىٰ للبيهقی، تحقيق خليل مأمون شيحا، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ ۔ ١٩٩٩م، دار المعرفة، بيروت

☆ السنن الكبرىٰ للبيهقی، تحقيق محمد عبدالقادر عطا، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ سنن النسائی، ضبط و توثيق صدقی جميل العطّار، ١٤١٥ھ ۔ ١٩٩٥م، دار الفكر، بيروت

☆ شرح السنّة، الطبعة الثانية ١٤٢٢ھ ۔ ٢٠٠٣م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ صحيح ابن خزيمة، تحقيق محمد الأعظمی، الطبعة الثالثة ١٤٢٤ھ ۔ ٢٠٠٣م، المكتب الإسلامی، بيروت

☆ صحيح مسلم، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ ۔ ٢٠٠١م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ صحيح موارد الظّمآن، الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠٢م، دار الصّميعی للنشر و التوزيع، الرياض

☆ العيال لابن أبی الدنيا، تحقيق نجم خلف، الطبعة الأولى ١٩٩٠م، دار ابن القيم، الدمام

☆ غنية المستملی بشرح منية المصلّی، سهيل أكادمی، لاهور

☆ فتاوىٰ شهابية، مكتة حقانية، كوئتة

☆ فتاوىٰ واحدی، ١٣٤٦ھ۔ ١٩٢٧م، مطبع گيلانی اليكٹرك، لاهور

☆ الفتاوىٰ الهندية، الطبعة الثالثة ١٣٩٣ھ۔ ١٩٧٣م، دار المعرفة، بيروت

☆ فتح القدير، دا رإحياء التراث العربی، بيروت

☆ فضل اللّٰه الصمد بتوضيح الأدب المفرد، تعليق شمس الدين، الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠٢م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ الفوائد البهية فی تراجم الحنفية، قديمی كتب خانه، كراتشی

☆ الكافية، ٢٠٠٣م، مكتبه اعلیٰ حضرت ، لاهور

☆ كتاب الأذكار للنووی، تحقيق بشير محمد عيون، الطبعة الثالثة ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م، مكتبة دار البيان، دمشق

☆ كتاب الثقات لابن حبان، الطبعة ١٣٩٣ھ۔ ١٩٧٣م، دائرة المعارف العثمانية، بحيدر آباد دكن، الهند

☆ كتاب الدعاء للطبرانی، تحقيق مصطفٰی عبدالقادر عطا، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠١م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ كتاب المغازی، تحقيق محمد عبدالقادر و أحمد عطا، الطبعة الأولى ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٤م، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت

☆ كنز الإيمان فی ترجمة القرآن، مكتبه رضويه، كراتشی

☆ كنز الدقائق، قديمی كتب خانه، كراتشی

☆ كنز العمال فی سنن الأقوال و الأفعال، تحقيق محمود عمر الدمياطی، الطبعة الأولى ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٤م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ كنز العمال على هامش مسند الإمام أحمد، المكتب الإسلامی، بيروت

☆ المبسوط للسرخسی، قدّم له الشيخ خليل، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م، دار الفكر، بيروت

☆ المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح، الطبعة الأولى ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م، مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت

☆ مجمع الزوائد و منبع الفوائد، تحقيق محمد عبدالقادر أحمد عطا، الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ ۔ ٢٠٠١م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ المدخل للبيهقی، تحقيق محمد الأعظمی، دار الخلفاء للكتاب الإسلامی، الكويت

☆ مسند أبی یعلی، تحقیق و تخریج الشیخ خلیل مأمون شیحا، الطبعة الأولی ١٤٢٦ھ ـ ٢٠٠٥م، دار المعرفة، بیروت

☆ المسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقیق و تعلیق شعیب الأرنؤوط و عادل مُرشد، الطبعة الأولی ١٤١٧ھ ـ ١٩٩٧م، مؤسسة الرسالة، بیروت

☆ المسند الإمام أحمد بن حنبل، دار الکتب الإسلامی، بیروت

☆ مشکوٰة المصابیح، تحقیق محمد ناصر الدین الألبانی، الطبعة الثالثة ١٤٠٥ھ ـ ١٩٨٥م، المکتب الإسلامی، بیروت

☆ مصابیح السنّة للبغوی، تحقیق الدکتور یوسف عبدالرحمٰن، الطبعة الأولی ١٤٠٧ھ ـ ١٩٨٧م، دار المعرفة، بیروت

☆ المعجم الأوسط للطبرانی، تحقیق محمد حسن محمد حسن إسماعیل الشافعی، الطبعة الأولی ١٤٢٠ھ ـ ١٩٩٩م، دار الفکر ، بیروت

☆ المعجم الصغیر للطبرانی، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ المعجم الکبیر للطبرانی، تحقیق حمدی عبدالحمید، ١٤٢٢ھ ـ ٢٠٠٢م، دار إحیاء التراث العربی، بیروت

☆ المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة، تصحیح و تعلیق عبدالله محمد صدیق، الطبعة الأولی ١٤٠٧ھ ـ ١٩٨٧م، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان، تحقیق محمد عبدالرزاق حمزه، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ نصب الرایة تخریج أحادیث الهدایة، تحقیق أحمد شمس الدین، الطبعة الأولی ١٤٢٢ھ ـ ٢٠٠٢م، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ وقار الفتاویٰ ، ترتیب مولانا محمد شعیب قادری، بزم وقار الدین، کراتشی

☆ هدایة الرواة إلی تخریج أحادیث المصابیح و المشکاة، تحقیق علی بن حسن عبد الحمید الحلبی، الطبعة الأولی ١٤٢٢ھ ـ ٢٠٠١م، دار ابن عفان، القاهره، مصر

☆ هدایة النحو، قدیمی کتب خانه، کراتشی

توجہ فرمائیے

ادارے کی ہدیۃً شائع شدہ کتب

کہی ان کہی — زکوٰۃ کی اہمیت

رمضان المبارک معزز مہمان یا محترم میزبان

عید الاضحیٰ کے فضائل اور مسائل

امام احمد رضا قادری رضوی، حنفی رحمۃ اللہ علیہ مخالفین کی نظر میں

میلاد ابن کثیر

عورتوں کے ایّام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم

ان کتب خانوں پر دستیاب ہیں

مکتبہ برکات المدینہ، بہارِ شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی

مکتبہ غوثیہ ہولسیل، پرانی سبزی منڈی، نزد عسکری پارک، کراچی

ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی

مکتبہ انوار القرآن، میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی (حنیف بھائی انگوٹھی والے)

مکتبہ فیض القرآن، قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی

NafseIslam